لاتشد الرحال کی تحقیق

تالیف
شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ
مفتی محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی

باہتمام
حضرت علامہ سید حمزہ علی قادری مدظلہ العالی

عطاری پبلشرز
عطاری کتب خانہ، G.K.2/44 شہید مسجد، کھارادر
کراچی، پاکستان فون. 0300-8229655
0300-9249927

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

نہایۃ الکمال

فی

جواب حدیث لاتشدوالرحال

مصنف

فیض ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

با اہتمام

حضرت علامہ مولانا حمزہ علی قادری

ناشر

عطاری پبلشرز (مدینہ المرشد) کراچی

فون نمبر: 2446818

فون نمبر موبائل: 8271889 - 0300

فون: 2316838 - 0300-8229655

کتاب کا نام

نہایۃ الکمال فی جواب حدیث لاتشدوالرحال

مصنف

فیض ملت، آفتاب اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

با اہتمام

حضرت علامہ مولانا حمزہ علی قادری

پیشکش

محمد ندیم رضا عطاری

اشاعت

ربیع الآخر 1424ھ، جون 2003ء

صفحات

32

قیمت

22 روپے

کمپوزنگ

الریحان گرافکس

فون: 2316838 فون موبائل: (0320-5028160)

پروف ریڈنگ

ابو الرضا محمد طارق قادری عطاری

فون موبائل: (0300-2218289)

فہرستِ مضامین

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسّلام علی من لانبی بعدہ

امابعد! حضرت مولانا نور بخش توکلی رحمہ اللہ نے لکھا کہ ابن تیمیہ نے کھلے الفاظ میں فتویٰ دے دیا کہ حضور سید المرسلین ﷺ کے روضۂ شریف کی زیارت کے قصد سے سفر کرنا معصیت ہے۔ جس میں نماز قصر نہ کرنی چاہئے۔ بنابریں زائرین کے علاوہ فرشتے بھی جو ہر روز صبح وشام آسمان سے اتر کر روضۂ شریف پر حاضر ہوتے اور درود شریف پڑھتے ہیں اسی معصیت میں مبتلا ہیں۔ یہ حضور رسول اکرم ﷺ کی جانب میں کمال درجے کی گستاخی ہے۔ (سیرت رسول عربی ﷺ)

یہ مولانا توکلی رحمہ اللہ کی وہ تصنیف ہے جس پر انہیں حضور سرور عالم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ فلہٰذا یہ کتاب گویا رسول اکرم ﷺ کی منظور شدہ ہے۔ ابن تیمیہ کی گستاخیوں میں سے یہی زبردست بے ادبی اور گستاخی ہے تبھی تو اس دور کے اہلسنت علماء کرام نے اسے بہت سمجھایا جب نہ مانا تو قید کرادیا گیا اور اسی قید میں رہتے ہوئے موت آئی۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی تصنیف ''ابن تیمیہ اور علمائے ملت''۔

ابن تیمیہ نے اپنے گندے اور غلط عقیدہ کا استدلال اسی حدیث ''**لاتشدوالرحال**'' سے کیا۔ اس کے رد میں سینکڑوں تصانیف عربی، اردو ودیگر درجنوں زبانوں میں معرضِ وجود میں آئیں۔ ان کے ساتھ فقیر کا یہ رسالہ بھی ہے جسے فقیر آخرت کا توشہ سمجھ کر معرضِ تحریر میں لایا ہے۔

وماتوفیقی الاباللّٰہ العلی العظیم وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی حبیبہ الکریم

فقط والسلام

۱۱ ربیع الآخر ۱۴۲۳ھ

ابن تیمیہ کی خیانت کی اجمالی تردید

''**لاتشدوالرحال**'' حدیث صحیح ہے لیکن ابن تیمیہ نے متعدد خیانتوں کا ارتکاب کیا ہے۔

(۱) اس حدیث شریف میں صرف تین مسجدوں کی طرف سفر کا حکم ہے ان کے علاوہ دیگر کسی بھی مسجد کی طرف سفر ناجائز ہے وہ بھی اس نیت سے کہ وہاں اس طرح ثواب ہوگا جیسے ان تینوں مساجد کا ہے لیکن ابن تیمیہ نے حد سے تجاوز کر کے فتویٰ دیا کہ رسول اکرم ﷺ کے روضۂ شریف ومزار انور ودیگر انبیاء واولیاء کے مزارات کی طرف سفر کرنا حرام ہے۔ (معاذاللہ)

(۲) صرف تینوں مسجدوں کا سفر جائز رکھنا ان کے علاوہ کی نفی کرنا ممکن ہی نہیں مثلاً سفر حج۔ تحصیل علم۔ تجارتی امور۔ زیارات والدین واعزہ واقارب اور بزرگانِ اسلام کا سفر۔ سفر جہاد۔ **قل سیروافی الارض** قرآنی حکم پر سیر وسیاحت۔ سفر ہجرت وغیرہ وغیرہ۔

(۳) تین مساجد حصر حقیقی نہیں اس لئے کہ مسجد قبا شریف کا ثواب کی زیادتی کے ارادہ پر سفر کرنا سنت ہے۔ ترمذی میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسجد قبا میں نماز عمرہ کی مانند ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت کہ نبی ﷺ ہر ہفتہ کو قبا تشریف لے جاتے کبھی سوار کبھی پیدل اس مقام کی بزرگی میں اور بھی احادیث ہیں۔ جو فقیر نے ''فضائل مدینہ شریف''[۱] میں درج کی ہیں۔

(۴) نبی پاک ﷺ کی صحیح حدیث شریف کے صحیح مفہوم سے ہٹ کر اپنا عندیہ (نظریہ) دین میں داخل کرنا تحریف ہے جس کا ابن تیمیہ نے ارتکاب کیا جس کی سزا اسے دنیا میں ملی اور آخرت کا عذاب سوا، اور مواخذہ اس سے ہوگا اور سخت ہوگا۔ تفصیلی رد فقیر شارحین حدیث اور مفسرین عظام اور محدثین کرام کی تصریحات سے شروع کرتا ہے۔

---

[۱] ملنے کا پتہ: مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد بہاول پور P.H-881371

شارحین حدیث اور ائمہ اسلام کے اقوال

بجائے اس کے کہ فقیر اپنی طرف سے حدیث شریف کا مطلب بیان کرے ائمہ دین وشارحین حدیث کے اقوال عرض کرتا ہے:

1)......علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی شفائے قاضی عیاض کی شرح میں لکھتے ہیں۔

والصحیح انه ماول أی لاتشدالرحال لنزر العبادة الافیها والذاقالو الونذرالصّلاة فی غیر هالم تازمه فلایکره له شدالرحل لبعض الاملکن المتبرك بهااوالزیادة من فیها من الصالحین اولطلب العلم بل قدیکون هذاواجباعلیه ۔(نسیم الریاض، جلد۳، صفحہ ۵۸۰)

ترجمہ: اور صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث مأول ہے ۔یعنی نذر عبادت کے لئے ان تینوں مسجدوں کے سوا اور کی طرف کجاوے نہ باندھے جائیں ۔اسی لئے علماء نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص ان کے سوا کسی اور مسجد میں نماز کی نذر مانے ۔تو اُسے لازم نہیں ہاں بعض متبرک مکانوں کے لئے یا وہاں کے صالحین کی زیارت کے لئے یا طلب علم کے لئے سفر مکروہ نہیں بلکہ بعض وقت سفر واجب ہوتا ہے۔

2)......علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ (ردالمحتار، جلد ا صفحہ ۶۶۴) میں لکھتے ہیں۔

ورده الغزالی بوضوح الفرق فان ماعدا تلك المساجد الثلاثة مستویة فی الفضل فلا فائدة فی الرحلة الیها. واما الاولیاء فانهم متفاوتون فی القرب من الله تعالیٰ ونفع الزائر ین بحسب معارفهم واسرارهم قال ابن حجر فی فتاواه ولا تترك لما یحصل عندها من منکرات ومفاسد کا ختلاط الرجال بالنساء وغیر ذلك لان القربات لاتترك لمثل ذلك بل علی الانسان فعلها وانکار البدع بل وازلتها ان امکن۔

ترجمہ: اور مانعین کے منع کو امام غزالی نے رد کیا ہے اور فرمایا ہے کہ فرق ظاہر ہے کیونکہ ان تین مسجدوں کے علاوہ اور مسجدیں فضیلت میں یکساں ہیں۔ پس ان کی طرف سفر کرنے میں کوئی فائدہ نہیں۔ رہے اولیائے کرام۔ سو وہ قُرب الٰہی اور زائرین کو فائدہ

پہنچانے میں بحسب معارف واسرار متفاوت ہیں۔ ابن حجر نے اپنے فتاویٰ میں کہا کہ مزارات کو اس لئے ترک نہ کیا جائے کہ ان پر منکرات ومفاسد وقوع میں آتے ہیں مثلاً مردوں، عورتوں کا اختلاط وغیرہ کیونکہ ایسی خرافات بجانہ لائے اور بدعتوں کو برا جانے بلکہ اگر ہو سکے تو بدعات کو مٹائے اور بند کرائے۔

3)......نووی کی شرح مسلم میں ہے کہ ابو محمد نے فرمایا کہ سوا ان تین مساجد کے اور طرف سفر کرنا حرام ہے مگر یہ محض غلط ہے احیاء العلوم میں ہے کہ بعض علماء متبرک مقامات اور قبور علماء کی زیارت کے لئے سفر کرنے کو منع کرتے ہیں جو مجھ کو تحقیق ہوئی وہ یہ ہے کہ ایسا نہیں ہے بلکہ زیارت قبور کا حکم ہے اس حدیث کی وجہ سے کہ الا فزوروھا ان تینوں مساجد کے علاوہ اور کسی مسجد کی طرف سفر کرنے سے اس لئے منع فرمایا گیا ہے کہ تمام مسجدیں یکساں ہیں لیکن مقامات متبرکہ یہ برابر نہیں بلکہ ان کی برکات بقدر درجات ہیں کیا یہ مانع انبیائے کرام کی قبور کے سفر سے بھی منع کرے گا جیسے کہ حضرت ابراہیم وموسیٰ ویحییٰ علیہم السلام۔ اس سے منع کرنا تو سخت دشوار ہے اور اولیاء اللہ بھی انبیاء کے حکم میں ہیں پس کیا بعید ہے کہ اُن کی طرف سفر کرنے میں بھی کوئی خاص غرض ہو جیسا کہ علماء کی زندگی میں ان کی زیارت کرنا۔

4)......حضرت شیخ ابن حجر مکی ابن تیمیہ کے قول کی تردید میں لکھتے ہیں:

قلت لیس معنی الحدیث مافهم لما یاتی موضحاوانما معناه لاتشدالرّحال الی مسجد لاجل تعظیمه والتقرب بالصّلاة فیه الا الی المساجد الثلاثة لتعظیمها بالصّلاة فیها وهذاالتقدیر لابدمنه عنـد کل احد لیکون الاستثناء متصلا ولان شدالرحل الی عرفة لقضاء النسك واجب اجماعاً وکذاالجهاد والهجرة من دارالکفر بشر طهاوهو لطلب العلم سنة او واجب وقد اجمعوا علی جواز شد هاللتجارة وحوائج الدنیا فحوائج الآخرة لاسیما ماهوآکدها وهو الزیارة للقبر الشریف اولی وممایدل ایضا لتاویل الحدیث بما ذکر التصریح به فی حدیث سنده حسن وهو قوله صلی الله علیه وسلم لاینبغی للمطی ان تشدر حالها الی مسجد یبتغی فیه الصّلاة

غیر المسجد الحرام ومسجدی هذا والمسجد الاقصی۔

(الجواهر المنظم فی زیادۃ القبر الشریف النبوی المکرم، صفحہ ۱۶)

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کے معنی وہ نہیں جو ابن تیمیہ سمجھا ہے بنابراس دلیل کے جو بوضاحت آگے آتی ہے۔ اس کے معنی تو یہی ہیں کہ کسی مسجد کی طرف اس کی تعظیم اور اس میں نماز کے ساتھ تقرب کے لئے کجاوے نہ باندھے جائیں سوائے تین مسجدوں کے کہ جن کی طرف ان میں نماز کے ساتھ تقرب کے لئے کجاوے باندھنے چاہئیں۔ ہرایک کے نزدیک یہ تقدیر ضروری ہے تاکہ استثناء متصل ہو اور اس لئے کہ عرفات کی طرف فریضۂ حج کے ادا کرنے کے لئے سفر کرنا بالاتفاق واجب ہے۔ اور اسی طرح جہاد کرنا اور دارالکفر سے ہجرت کرنا (جب کہ ہجرت کی شرط پائی جائے اور وہ طلب علم کے لئے ہونا ہے) سنت یا واجب ہے۔ اور اس امر پر اجماع ہے کہ تجارت اور دُنیوی حوائج کے لئے سفر کرنا جائز ہے۔ لہٰذا اُخروی حوائج کے لئے اور بالخصوص اس کے لئے جو ان میں سب سے زیادہ مؤکد واہم ہے اور وہ حضور اقدس ﷺ کی قبر شریف کی زیارت ہے سفر کرنا بطریق اولیٰ جائز ہوا۔ ہم نے اس حدیث کی جو تاویل کی وہ درست ہے کیونکہ اس کی تصریح دوسری روایت میں موجود ہے جس کی سند حسن ہے۔ اور وہ رسول اللہ ﷺ کا یہ قول ہے۔ **لاینبغی للمطی ان تشدرحالها الی مسجد ینبغی فیه الصّلاۃ۔** (الحدیث)

وقدروی ابن شبّة بسند حسن ان ابا سعید بعنی الخدری رضی الله تعالیٰ عنه ذکر عنده الصّلاۃ فی الطور فقال قال رسول الله ﷺ لاینبغی للمطی ان تشدر حالها الی مسجد یبتغی فیه الصلاۃ غیر المسجد الحرام ومسجد ی هذاوالمسجد الاقصی۔

(وفاء الوفاللسمهودی)

ترجمہ: نہ چاہئے کہ کجاوے باندھے جائیں کسی مسجد کی طرف سوائے تین مسجدوں کے مسجد حرام اور میری مسجد اقصیٰ کے۔ اور ابن شبہ نے بسند حسن روایت کی کہ حضرت ابو سعید خدری کے پاس کوہ طور شریف میں نماز کا ذکر آیا۔ تو آپ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ نہ چاہئے کہ اونٹنی کے کجاوے کسی مسجد کی طرف باندھے جائیں، جس میں

نماز مقصود ہو سوائے مسجد حرام اور میری مسجد اور مسجد اقصیٰ کے۔ خلاصہ یہ کہ جیسا کہ ثواب اللہ تعالیٰ نے ان تین مساجد کے لئے مقرر فرمایا ہے اس ثواب کے لئے صرف ان تین مساجد کا سفر کرنا بھی ثواب ہے لیکن کسی اور مسجد کی طرف یہ خیال کر کے سفر کرنا کہ وہاں بھی انہی مساجد جیسا ثواب ملے گا یا بہ نسبت دوسری مساجد میں زیادہ ثواب ملے گا غلط ہے بلکہ ناجائز ہے کیونکہ ہر جگہ کی مسجد کا ثواب برابر ہے جیسے بعض دہلی کی جامع مسجد میں جمعۃ الوداع پڑھنے کے لئے دور دور سے سفر کر کے آتے ہیں اس خیال سے کہ یہاں زیادہ ثواب ہے یہ ناجائز بلکہ گناہ ہے کہ اپنی طرف سے سمجھ کر ایسا کیا گیا ہے۔ جس کا حکم نہ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے نہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ ثابت ہوا کہ ان مساجد کے سوا دوسری کسی مسجد کی طرف سفر کرنا زیادہ ثواب ملنے کے غلط عقیدہ کی وجہ سے حرام ہے۔

اس میں مزارات کا سفر یا گنبد خضراء کی زیارت کے سفر کو داخل کرنا دین کی تحریف ہے اسی لئے اس دور کے علماء کرام نے ابن تیمیہ کو قید کرایا۔ کہ اس نے دین میں تحریف کا قول کیا۔ حدیث کا مطلب اور علماء کرام سے سنیئے۔

5) حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے فرمایا: بعض از علماء گفتہ اند کہ سخن در مساجد است یعنی در مسجدے دیگر جز ایں مساجد سفر جائز نہ باشد و اما مواضع دیگر جز مساجد خارج از مفہوم ایں کلام است۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ یہاں کلام صرف ان تینوں مساجد کے بارے میں ہے یعنی ان کے سوا کسی دوسری مسجد کی طرف سفر جائز نہیں۔ مسجد کے علاوہ اور مقامات اس کلام کے مفہوم سے خارج ہیں۔ مرقات شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث کے ماتحت ہے:

فی الشرح المسلم للنووی قال ابو محمد یحرم شدالرحال الی غیر الثلثة وهو غلط وفی الاحیاء ذهب بعض العلماء الی الاستدلال علی المنع من الرحلة لزیارۃ المشاهد وقبور العلماء والصٰلحین وما تبین لی ان الا مرلیس کذالك بل الزیارۃ مامور لها لخبر الافزوروها انما ورد نهیا عن الشد بغیر الثلثة من المسجد لتما ثلها واما المشاهد فلا تساوی بل برکة زیارتها علی قدرد رجا تهم

عندالله هل یمنع ذلك القائل من شدالرحال بقبور الانبیاء کابراهیم وموسی ویحیی والمنع من ذلك فی غایة الاحالة والا ولیاء فی معناهم فلا یبعدان یکون ذلك من اغراض الرحلة کما ان زیارة العلماء فی الحیوة.

نووی کی شرح مسلم میں ہے کہ ابو محمد نے فرمایا کہ سواء ان تین مساجد کے اورطرف سفر کرنا حرام ہے مگر یہ محض غلط ہے۔ احیاء العلوم میں ہے کہ بعض علماء متبرک مقامات اور قبور علماء کی زیارت کے لئے سفر کرنے کو منع کرتے ہیں جو مجھ کو تحقیق ہوئی وہ یہ ہے کہ ایسا نہیں ہے بلکہ زیارتِ قبور کا تو حکم ہے اس حدیث کی وجہ سے کہ **الافزوروھا** ان تین مساجد کے علاوہ اور کسی مسجد کی طرف سفر کرنے سے اس لئے منع فرمایا گیا ہے کہ تمام مسجدیں یکساں ہیں لیکن مقاماتِ متبرکہ یہ برابر نہیں بلکہ ان کی برکات بقدر درجات ہیں کیا یہ مانع انبیائے کرام کی قبور کے سفر سے بھی منع کرے گا جیسے کہ حضرت ابراہیم وموسیٰ ویحیٰی علیہم السلام اس سے منع کرنا تو سخت دشوار ہے اوراولیاء اللہ بھی انبیاء کے حکم میں ہیں پس کیا بعید ہے کہ اُن کی طرف سفر کرنے میں بھی کوئی خاص غرض ہو جیسا کہ علماء کی زندگی میں اُن کی زیارت کرنا۔

ان کے علاوہ اور بھی عبارات پیش کی جاسکتی ہیں طالبِ حق کے لئے اتنا کافی ہے۔

ان تصریحات کے بعد ہم سفر کی قسمیں عرض کرتے ہیں تاکہ اہلِ فہم یقین کریں کہ اگر سفر صرف مساجد ثلاثہ میں منحصر کیا جائے تو پھر مندرجہ ذیل سفر کی قسمیں (جو شرع وعرف میں مشہور ہیں) سب حرام ہوں گی۔ حالانکہ یہ سفر حرام نہیں اسی معنی پر مزارات کا سفر بھی حرام نہیں۔

سفر کی قسمیں

بقول ابن تیمیہ اوراس کے معتقدین اگر ”لاتشدوا الرحال“ کو عام رکھا جائے تو ہمہ قسم کے سفر حرام ہوجاتے ہیں حالانکہ قرآن واحادیث شریف سے سفر کی کئی اقسام ہیں۔ فرض، واجب، سنت، مستحب، جائز (مباح)، حرام یعنی جس طرح کا کام ہوگا سفر کا وہی حکم ہوگا۔

1) فرض

سفر حج یہ سفر فرض ہے ”کما قال، **ولله علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلا**“ اللہ کے لئے لوگوں پر حج بیت اللہ کا فرض ہے جو کی طرف راہ کی طاقت رکھتا ہے۔

2) واجب

ابن تیمیہ کے علاوہ باقی اکثر ائمہ کے نزدیک مزار رسول ﷺ کا سفر واجب ہے۔

4،3) مستحب وجائز

ملاقات احباؤدوستان ایسے شادی بیاہ ونکاح اورختنہ وعقیقہ میں شمولیت اوراقرباؤاعزہ کی ملاقات وغیرہ کا سفر مستحب اور جائز ہے وغیرہ وغیرہ مثلاً تجارت اورعلم حاصل کرنے کے لئے۔

5) حرام

جیسے ڈکیتی، چوری ودیگر حرام افعال وغیرہ جیسا کہ اوپر عرض کیا ہے کہ جیسا مقصد ہوگا ویسا ہی سفر کا حکم ہوگا۔

نوٹ: ابن تیمیہ اوراس کے معتقدین نے گنبد خضراء اورسفر مزارات کو اسی آخری قسم میں شامل کیا ہے۔ (معاذ اللہ تعالیٰ)

چند سفروں کے متعلق آیات واحادیث سے ثبوت

رسول اللہ ﷺ کے ہاں ہجرت کرنے والوں کا درجہ ومقام اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا۔

آیت: (ا) **ومن یخرج من بیته مهاجر الی الله ورسوله ثم یدرکه الموت فقد وقع اجره علی الله o**

ترجمہ: اور جو اپنے گھر سے نکلا اللہ ورسول کی طرف ہجرت کرتا پھر اُسے موت نے آلیا تو اُس کا ثواب اللہ کے ذمہ پر ہوگیا۔

فائدہ: کتنی خوش قسمتی ہے اس مرد خدا کی جو رسول اللہ ﷺ کے ہاں ہجرت کرجائے۔

لطیفہ: رسول اللہ ﷺ کی طرف سفر کر کے جانے کا اتنا بڑا اجر ہو لیکن وصال کے بعد ان کے پاس جانے کو ابن تیمیہ حرام کہے تعجب ہے۔ حالانکہ نبی پاک ﷺ کی حیات و ممات میں کوئی فرق نہیں جیسا کہ محدثین وفقہاء کا متفقہ فیصلہ ہے "**لا فرق بین حیاته و مماته** الخ" ومواہب لدنیہ وغیرہ۔

شانِ نزول:

یہ آیت کریمہ حضرت جندع ابن ضمیرہ لیثی کے حق میں آئی جو بہت ہی بوڑھے تھے جب انہوں نے پچھلی آیت سنی تو کہنے لگے کہ میرے پاس مال بہت ہے۔ میں ہجرت پر قادر ہوں۔ معذورین میں داخل نہیں ہوں اب میں ایک رات بھی مکہ معظمہ میں نہ ٹھہروں گا چنانچہ اُن کو چارپائی پر لے کر لوگ چلے کیونکہ اُونٹ پر بیٹھ سکتے تھے۔ مقام تنعیم میں پہنچ کر ان پر آثار موت نمودار ہوگئے انہوں نے اپنا بایاں ہاتھ اپنے داہنے ہاتھ میں دیا اور فرمایا کہ اے اللہ یہ میرا اور تیرے رسول کا ہاتھ ہے۔ میں اس پر بیعت کرتا ہوں جس پر تیرے رسول نے بیعت لی یہ کہہ کر وفات پا گئے۔ مشرکین تو خوب ہنسے کہ یہ مدینہ پہنچ نہ گئے؟ صحابہ مہاجرین کو خبر لگی تو بہت غمگین ہوئے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

فائدہ: اس آیت میں کسی مسجد کا ذکر نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کر جانے کی تصریح ہے اور اللہ تعالیٰ کا نام تو محض تبرک کے لئے ہے جیسے مفسرین نے تصریح فرمائی ہے۔

﴿(۲) سفر تجارت﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **لایلٰف قریش ○ الفهم رحلة الشتآء والصيف ○**

ترجمہ: اس لئے کہ قریش کو میل دلایا، اُن کے جاڑے اور گرمی دونوں کے کوچ میں میل دلایا۔ (پارہ ۳۰)

فائدہ: رحلہ سے سفر مراد ہے اور اس سفر میں بھی مساجد سے کوئی تعلق نہیں بلکہ کاروبار اور تجارت کے سفر کی تصریح ہے، تفاسیر میں ہے کہ:

مکہ معظمہ پہاڑوں سے گھرا ہوا ریگستانی علاقہ تھا جہاں پیداوار بالکل نہ تھی۔

زمانہ حج کی آمدنی ان لوگوں کو سال کے لئے کافی نہ تھی اس لئے قریش بسلسلہ تجارت سردیوں میں یمن اور گرمیوں میں ملک شام جاتے تھے، ان قافلوں سے قریش کو بہت رغبت تھی اور چونکہ قریش مذکورہ عظمتوں کے مالک تھے اس لئے راستوں میں ان پر ڈکیتی نہ ہوتی تھی اور جہاں ٹھہرتے تھے، وہاں ان کی خاطر تواضع، نذرانے، تحفے خوب ہوتے تھے، نیز یہ لوگ ان سفروں کی وجہ سے سفر کے عادی تجربہ کار ملکوں سے خبردار ہوگئے تھے، اسی لئے ان کے ذریعہ ملکوں میں تبلیغ اسلام اور فتوحات خوب ہوئیں اور بخوبی حکمرانی کر سکے یہ سفر ان کے لئے بہت بابرکت ہوئے اس لئے ان سفروں کا خصوصیت سے ذکر فرمایا گیا۔

فائدہ: اس سفر پر "**لاتشدوا الرحال الخ**" کا کوئی اثر نہیں پڑتا اس لئے کہ یہ **لاتشدوا الرحال** کا تعلق نہیں کیونکہ اس کا تعلق صرف مساجد کے سفر سے ہے وہ بھی ان میں عبادت سے زیادہ اجر ثواب کے ارادہ پر۔ ورنہ اگر کوئی اور غرض ہو تو بھی مساجد کا سفر منع نہیں جس کی تفصیل گذری ہے اور کچھ آئے گی۔ (ان شاء اللہ)

﴿بزرگوں اور اولیاء مشائخ سے فیض و برکت حاصل کرنا﴾

حضرت خضر علیہ السلام سے فیض و برکت اور علم حاصل کرنے کے لئے موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے خود بھیجا تھا جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے: موسیٰ و خضر علیٰ نبینا وعلیہما السلام کا قصہ (سورۂ کہف) میں مفصل ہے اور بخاری شریف میں بھی، روح البیان میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو خضر علیہ السلام کے پاس بھیجا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ! میں خضر کو کہاں تلاش کروں اور وہ مجھے کس طرح مل سکتے ہیں اس کا کوئی آسان طریقہ بتا تاکہ میں ان سے آسانی سے مل سکوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ چٹان کے نزدیک مجمع البحرین میں اس کی ملاقات کر سکتے ہیں لیکن آپ اپنا زادِ راہ ساتھ لے جائیں یعنی مچھلی بھون کر ایک جھولے میں ڈال کر اپنے ساتھ رکھیں تاکہ بھوک ستائے تو بھیک نہ مانگنی پڑے لیکن جب یہ مچھلی دریا میں غوطہ لگائے تو سمجھنا کہ یہیں پر میرا بندہ ہوگا۔ آپ نے مچھلی بھون کر جھولے میں رکھ دی اور اپنے خادم سے فرمایا کہ جہاں یہ مچھلی دریا میں غوطہ لگائے تو مجھے مطلع کرنا۔

فائدہ: اس واقعہ میں بزرگوں ولیوں کے ہاں تحصیل علم اور فیض و برکت کا سفر ثابت ہے۔

﴿تلاشِ یار و احباب کا سفر﴾

یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو فرمایا: "**یٰبنی اذھبوا فتحسسوا من یوسف واخیہ**"۔

ترجمہ: اے بیٹو جاؤ یوسف اور اس کے بھائی کا سُراغ لگاؤ۔

فائدہ: ان کے علاوہ متعدد آیات میں متعدد اور کئی قسم کے سفروں کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سیر و سیاحت کا حکم متعدد مقامات پہ فرمایا ہے۔ "**قل سیروا فی الارض**" زمین پر سیر کرو۔ حضرت شیخ سعدی نے فرمایا ؎

بر و اندر جہان تفرج کن
پیش ازان روز کز جہان بروی

جا دنیا میں سیر و تفریح کر اس سے پہلے کہ تم کو دنیا سے رخصت ہونا پڑے۔

﴿احادیثِ مبارکہ سے سفر کا ثبوت﴾

علمِ دین کی تحصیل کے سفر کے بہت بڑے فضائل احادیث مبارکہ میں وارد ہیں مثلاً حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا: **من خرج فی طلب العلم فھو فی سبیل اللہ** ۔ (مشکوٰۃ)

جس نے علم کی طلب میں گھر سے نکل کر سفر کیا وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے۔

یونہی جہاد فی سبیل اللہ کی احادیث مبارکہ، یونہی تجارت کے لئے اور بزرگانِ دین کی زیارات کی احادیث کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم تصنیف تیار ہو۔

اسی لئے تسلیم کرنا ضروری ہوگا کہ مساجد ثلاثہ میں جس سفر کی نفی ہے وہ ہے ان مسجدوں کے علاوہ دوسری مساجد کی طرف ثواب کی نیت سے سفر کرنا۔

﴿زیارتِ مزارِ رسول ﷺ﴾

قرآن مجید میں ہے۔ **سفر الی زیارۃ قبر الرسول (ﷺ) ولو انھم**

اذظلموا انفسھم جاؤک۔ اگر انہوں نے نفسوں پر ظلم کیا تو اے نبی (علیہ السلام) تمہارے حضور حاضر ہوں۔

فائدہ: اس آیت سے تمام محدثین و مفسرین نے زوردار دلائل سے زیارت مزار رسول ﷺ کا ثبوت بہم پہونچایا ہے سوائے ابن تیمیہ اور اس کے پیروؤں کے کسی کو اس سے انکار تھا نہ ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے زیارتِ قبرِ رسول ﷺ کے لئے سفر ثابت ہے، چنانچہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جب بیت المقدس کے مکینوں سے صلح کی تو کعب الاحبار رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان سے خوش ہو کر فرمایا کیا آپ چاہتے ہیں کہ میرے ساتھ چل کر مدینہ کی زیارت سے فائدہ اٹھاؤ۔ حضرت کعب الاحبار نے جواب دیا کہ ہاں۔ (زرقانی علی المواہب)

حافظ ابو عبد اللہ محمد بن موسیٰ ابن نعمان اپنی کتاب مصباح الظلام میں لکھتے ہیں کہ، حافظ ابو سعید سمعانی نے بروایت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دفن شریف کے تین دن بعد ایک اعرابی ہمارے پاس آیا۔ اُس نے خود کو قبر شریف کی کچھ مٹی اپنے سر پر ڈالی۔ اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ نے جو کچھ فرمایا وہ ہم نے سُن لیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر قرآن نازل کیا جس میں ارشاد فرمایا:

ولو انھم اذظلمو انفسھم الآیہ۔

میں نے ظلم کیا، میں آپ کے پاس آیا ہوں تاکہ آپ میرے حق میں طلبِ مغفرت فرمائیں۔ قبر شریف سے آواز آئی تجھے بخش دیا گیا۔

مسند امام ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ میں بروایت امام منقول ہے کہ حضرت ایوب سختیانی تابعی آئے۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف کے نزدیک پہنچے تو اپنی پیٹھ قبلہ کی طرف اور منہ حضور اقدس ﷺ کے چہرۂ مبارک کی طرف کرلیا، اور روئے۔

وہ اعرابی جس کا قصہ ائمہ اربعہ نے اپنی تصانیف میں بیان کیا۔ امام عینی نے کہا کہ میں مدینہ پاک میں داخل ہوا اور رسول اکرم ﷺ کے مزار کی زیارت کر کے حضور ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ ایک اعرابی نے آکر زیارت کی اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ پر اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرمایا اس میں فرمایا، **ولوانھم اذظلمو**

انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفرلھم الرسول لو جدوا اللہ توابا رحیما۔

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تمہارے پاس آئیں پھر اللہ سے بخشش مانگیں اور رسول ان کے لئے بخشش مانگے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں آپ کے رب سے گناہوں کی مغفرت کا طالب ہوں اور آپ کی شفاعت کا امیدوار۔ پھر رو کر ایک قطعہ پڑھا بعد ازاں توبہ کی اور چلا گیا۔ میں سو گیا تو میں نے رسول اکرم ﷺ کی خواب میں زیارت کی کہ آپ فرما رہے ہیں کہ تم اس شخص (بدوی) کو ملو اور اسے بشارت دو کہ اللہ نے میری شفاعت سے اس کے گناہ معاف کر دیئے۔ میری آنکھ کھلی تو میں اس کی تلاش میں نکلا مگر وہ نہ ملا۔ (خلاصۃ الوفاء)

ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ

آپ قسطنطنیہ سے حضور سرور عالم ﷺ کے مزار کی زیارت کے لئے آئے اور مزار کو چوما اس پر مروان نے ٹوکا تو اسے آپ نے خوب جواب دیا۔
تفصیل فقیر کے رسالہ ''مزارات کو چومنا'' میں ہے۔[1]

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا سفر اور مزارِ رسول ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد حضرت بلال نے اذان پڑھنے سے معذرت کر لی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے غزوات میں جانے کی اجازت چاہی نہ ملی۔ ان کے وصال کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ جنگوں میں شرکت کی اجازت حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ملک شام کی سبزہ شاداب زمین پسند آگئی اور یہاں سکونت پذیر ہوگئے۔ حضرت بلال نے شام میں قیام کے دوران ایک رات میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی، آپ ﷺ فرما رہے تھے: ''اے بلال! یہ خشک

[1] ملنے کا پتہ: عطاری کتب خانہ نزد شہید مسجد کھارادر کراچی

زندگی کب تک؟ کیا تمہارے لئے وقت نہیں آیا کہ تم ہماری زیارت کرو۔'' اس خواب نے زندگی کے پُرلطف افسانے یاد دلا دیئے۔ عشق و محبت کے مرجھائے ہوئے زخم پھر ہرے ہوگئے۔ اسی وقت دیارِ حبیب ﷺ کی راہ لی اور روضۂ اطہر پر حاضر ہو کر مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے۔ آنکھوں سے سیل اشک رواں تھا اور مضطربانہ جوش محبت کے ساتھ جگر گوشگانِ رسول یعنی امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کو چمٹا چمٹا کر پیار کرتے۔ خاندانِ نبوت کے شہزادوں نے عرض کی: ''وہ اذان تو کہو جو نانا محمد (ﷺ) کو سنایا کرتے تھے۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''گو میں عہد کر چکا ہوں کہ حضرت خیر الانام (ﷺ) کے بعد کسی کے لئے اذان نہیں کہوں گا لیکن آج آپ کی خواہش پوری کروں گا۔'' یہ کہہ کر عندلیب توحید نے کچھ ایسے لحن داؤدی میں خدائے ذوالجلال کی عظمت و شوکت کا آوازہ پُرسوز سنایا کہ تمام مدینہ گونج اُٹھا۔ لیکن جب ''اشھد ان محمد رسول اللّٰہ'' کا نعرہ بلند کیا تو عورتیں تک بیقرار ہو کر پردوں سے نکل پڑیں اور تمام عاشقانِ رسول کے رخسارے آنسوؤں سے تر ہوگئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس قدر روئے کہ ہچکی بندھ گئی۔ غرض سب کے سامنے عہدِ رسالت کا نقشہ کھنچ گیا۔
(وفاء الوفا وغیرہ)

فائدہ: اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خواب میں شام سے بلایا اور حضرت بلال نے شام سے مدینہ طیبہ تک زیارتِ مزار رسول ﷺ کے لئے سفر فرمایا۔ یہی ہمارا موضوع ہے۔

زیاراتِ مزاراتِ اولیاء کا سفر

جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حضور سرور عالم ﷺ کے مزار کے لئے سفر ثابت ہے۔ یونہی اولیائے کرام کے مزارات کا سفر بھی شرعاً ثابت ہے۔ اس موضوع پر فقیر کا رسالہ ''سفر مزارات'' ہے اور فقیر کے سفرنامہ ''شام و عراق'' میں بھی مستقل بحث ہے۔[1]

1)...... حضور نبی پاک ﷺ کا ارشاد گرامی: **کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور**

[1] ملنے کا پتہ: مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد بہاول پور

الا فزوروها۔ میں تمہیں قبور کی زیارت سے روکتا تھا اب میں حکم دیتا ہوں کہ ان کی زیارت کرو۔ یہ حکم عام ہے۔

فائدہ: یہ ایک حقیقت ہے کہ اولیاء کرام کے مزارات پر پہنچنے سے شانِ الٰہی نظر آتی ہے کہ اللہ والے بعد وفات بھی دنیا پر راج کرتے ہیں۔ ان سے ذوقِ عبادت پیدا ہوتا ہے۔ ان کے مزارات پر دعا قبول ہوتی ہے۔

﴿حوالہ جات فقہاء کرام﴾

(۱) شامی جلد اوّل بحثِ زیارتِ قبور میں ہے۔

وهل تندب الرحلة لها كما اعتيد من الرحلة الى زيارة خليل الرحمٰن وزيارة السيد البدوى لم ارمن صرح به من ائمتناومنع منه بعض الائمة الشافعية قياسا على منع الرحلة بغير المساجد لثلث ورده الغزالى بوضوح الغرق۔

اور آیا زیارتِ قبور کے لئے سفر کرنا مستحب ہے جیسے کہ آج کل خلیل اللہ علیہ السلام اور سید بدوی علیہ الرحمہ کی زیارت کے لئے سفر کرنے کا رواج ہے۔

فائدہ: وہابیت کی کامیاب تحریک سے پہلے مزارات کی زیارات کے لئے سفر کرنے کا عام رواج تھا اور اب بھی بعض خوش قسمت زیاراتِ مزارات کا سفر کرتے ہیں۔ دیکھئے سفرنامہ شام وعراق۔

(۲) شامی میں اسی جگہ ہے **واما اولياء فانهم منها ولون فى القرب الى الله ونفع الزائرين بحسب معارفهم واسرارهم۔**

من اولیاء اللہ تقرب الی اللہ وزائرین کو نفع پہنچانے میں مختلف ہیں بقدر اپنے معرفت واسرار کے۔

برمزار امام اعظم ﴿

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں امام شافعی رضی اللہ عنہ نقل فرماتے ہیں۔

انى لاتبرك بابى حنيفة واجئ الىٰ قبره فاذا عرضت لى حاجة صليت ركعتين وسألت الله عند قبره فتقضى سريعا۔

میں امام ابوحنیفہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور اُن کی قبر پر آتا ہوں اگر مجھے کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے تو دو رکعتیں پڑھتا ہوں اور اُن کی قبر کے پاس جا کر اللہ سے دعا کرتا ہوں تو جلد حاجت پوری ہوتی ہے۔

فائدہ: اس سے چند امور ثابت ہوئے۔ زیارتِ قبور کے لئے سفر کرنا۔ کیونکہ امام شافعی اپنے وطن فلسطین سے بغداد آتے تھے۔ امام ابوحنیفہ کی قبر کی زیارت کے لئے رضی اللہ عنہما (۲) صاحبِ قبر سے برکت لینا (۳) ان کی قبروں کے پاس جا کر دعا کرنا (۴) صاحبِ قبر کو ذریعۂ حاجت روائی جاننا۔

﴿دیوبندیوں کے قطب کی گواہی﴾

مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتاویٰ رشیدیہ جلد اوّل کتاب الحظر والاباحۃ صفحہ ۵۹ میں ہے۔ ''زیارتِ بزرگان کے لئے سفر کر کے جانا علماءِ اہلسنّت میں مختلف ہے بعض درست کہتے ہیں، اور بعض ناجائز، دونوں اہلسنّت کے علماء ہیں، مسئلہ مختلفہ ہے اس میں تکرار درست نہیں اور فیصلہ بھی مقلدوں سے محال ہے۔'' رشید احمد عفی عنہ۔

فائدہ: کسی دیوبندی کو حق نہیں کہ سفرِ عرس سے کسی کو منع کرے۔ کیونکہ مولوی رشید احمد گنگوہی نے اس میں تکرار سے منع کیا ہے اور وہ اس کا فیصلہ نہیں فرما سکتے، بہر حال عقل بھی چاہتی ہے کہ سفر زیارتِ مزارات جائز ہو۔ اس لئے کہ ہم عرض کر چکے ہیں کہ سفر کی حلت وحرمت اُس کے مقصد سے معلوم ہوتی ہے۔ اور اس سفر کا مقصد تو ہے زیارتِ قبر۔ اور یہ منع نہیں بلکہ زیارتِ قبر کا حکم نبوی (مطلقاً) ہے فرمایا، الا فزوروھا تو سفر کیوں حرام ہوگا نیز دینی ودنیاوی کاروبار کے لئے سفر کیا جاتا ہے یہ بھی ایک دینی کام کے لئے سفر ہے یہ کیوں حرام ہو۔ بہر حال مزاراتِ اولیاء کا سفر شرعاً جائز بلکہ مستحسن ہے اس سے روکنا وہابی، نجدی بننا ہے۔

﴿سوالات وجوابات﴾

باوجود یہ کہ جمہور محدثین وفقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے وضاحت کے ساتھ حدیث شریف کا مطلب بیان کر دیا۔ تب بھی ابن تیمیہ نے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد تیار کی کہ جب اس حدیث شریف سے استدلال کر کے فتویٰ دیا کہ حضور سید المرسلین

ﷺ کے گنبد خضراء شریف کی زیارت کا ارادہ کر کے سفر کرنا گناہ ہے۔ جس میں نماز قصر نہ کی جائے کیونکہ حنبلی مذہب پر ہونے کا مدعی تھا اور امام احمد بن حنبل اور امام شافعی رحمہم اللہ کا مذہب ہے کہ گناہ کے ارادہ پر سفر کرنے سے قصر نہیں پوری نماز پڑھنی ہوگی۔ اسی قاعدہ پر ابن تیمیہ کا فتویٰ ہے اب بھی نجدی اور غیر مقلدین کا نہ صرف یہی فتویٰ ہے بلکہ اس پر ہر زبان میں پمفلٹ چھاپ کر حج کے موقعہ پر عوام کو بہکاتے ہیں۔

حضرت مولانا توکلی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ابن تیمیہ کے اس فتویٰ سے شام و مصر میں بڑا فتنہ برپا ہوا۔ شامی علماء نے ابن تیمیہ پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ مذاہبِ اربعہ کے قاضیوں نے بڑی زجر و توبیخ کی اور فرمایا کہ ابن تیمیہ کو اس سے منع کیا جائے اگر نہ مانے تو اسے قید کیا جائے چنانچہ نتیجہ یہ ہوا کہ ابن تیمیہ شعبان ۷۲۶ھ میں دمشق میں قلعہ میں قید کیا گیا۔ اور قید میں ۲۰ ذیقعدۃ الحرام ۷۲۸ھ کو دنیا سے رخصت ہوا۔ مواخذہ اخروی ابھی باقی ہے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ ''ابن تیمیہ وعلمائے ملت''۔

سوال: بخاری کے باب ''**فضل الصلوٰۃ فی مسجد مکتہ والمدینۃ**'' میں بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وارد ہے جس میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لاتشد الرحال الا الیٰ ثلٰثۃ مساجد الحرام ومسجد الرسول والمسجد الاقصیٰ۔

کجاوے نہ باندھے جائیں مگر تین مسجدوں یعنی مسجد حرام و مسجد رسول و مسجد اقصیٰ کی طرف۔

اور باب مسجد بیت المقدس میں بروایت ابو سعید خدری بدیں الفاظ مذکور ہے۔

لاتشد الرحال الا الیٰ ثلٰثۃ مساجد مسجد الحرام والمسجد الاقصیٰ ومسجدی۔ اسی طرح امام مسلم نے حدیث مذکور روایت کی۔ اس صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ ان تین مساجد کے سوا مزارات کا سفر کرنا حرام ہے۔

جوابات: (۱) حدیث شریف سے تو صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ بہ نسبت دیگر مساجد کے مساجدِ ثلاثہ میں نماز کی فضیلت کا بیان ہے۔ کیونکہ یہ تینوں مساجد ان فضائل سے مختص ہیں جو دوسری مسجدوں میں نہیں پائے جاتے۔ لہٰذا اس حدیث کو مزارات و مقابر سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ مزارات کا سفر عبادت کرنے کے لئے نہیں

ہوتا بلکہ وہاں تو صرف زیارت ہوتی ہے جس کا حکم حدیث میں بھی ہے اور اہلِ مزارات کو وسیلہ بنانا اور ان سے فیض کا حصول ہوتا ہے۔

جواب (۲): حدیث زیر بحث میں استثناء مفرغ ہے پس اس کے لئے عام مستثنیٰ منہ کی تقدیر کی ضرورت ہے جو مستثنیٰ اور غیر کو شامل ہو اور مستثنیٰ سے مناسبت قریبہ رکھتا ہو جیسا کہ نوع فرد سے اور جنس قریب نوع ہے۔ اسی لئے **ماجاء فی الازید** میں شے یا جسم یا حیوان کو مقدر نہیں کرتے۔ بلکہ **رجل** یا **احد** کو مقدر کرتے ہیں۔ اور **ما کسوتك الا بۃ** میں کسوت کو اور **ماصلیت الافی المسجد** میں فی مکان یا فی موضع کو مقدر کیا جاتا ہے (مطول وحواشی) پس صورت زیر بحث میں مستثنےٰ منہ ایسا چاہئے جو مساجد ثلاثہ اور دیگر مساجد کو شامل اور مساجد کے ساتھ نسبت قریبہ رکھتا ہو۔ اور وہ سوائے لفظ مسجد کے اور کوئی نہیں۔ بلکہ مقابر و مزارات اور مساجد میں من وجہ مغایرت بھی ہے کہ مساجد مقابر و مزارات میں عبادت یعنی نماز ممنوع ہے۔

جواب (۳): زیر بحث باب بخاری سے مطابقت اور اسی باب کی دوسری حدیث سے مناسبت ہے۔ یہ مناسبت و مطابقت صاف بتا رہی ہے کہ مستثنےٰ منہ مسجد ہے کیونکہ امام بخاری علیہ الرحمہ نے یہ باب مسجد مکہ و مدینہ میں نماز کی فضیلت کے بارے میں باندھا ہے۔ اس باب کی پہلی حدیث (**لاتشد الرحال**) میں مقصود مساجد ثلاثہ میں نماز کی فضیلت بہ نسبت دیگر مساجد کے ہے تاکہ ترجمہ باب کے مطابق ہو۔ یہ نہ کہا جائے کہ پہلی حدیث میں لفظ صلوٰۃ نہیں ہے کیونکہ مساجد ثلاثہ کی طرف سفر سے مراد ان میں نماز کا قصد ہے۔ اسی باب کی دوسری حدیث بھی حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **صلوٰۃ فی مسجدی ھذا خیر من الف صلوٰۃ فی ماسواہ الا المسجد الحرام** (میری اس مسجد میں نماز بہتر ہے ہزار نماز سے دوسری مسجدوں میں سوائے مسجد حرام کے) ترجمہ باب کے مطابق ہے اور پہلی حدیث کے معنی کو ظاہر کرتی ہے اور نص ہے اس امر پر کہ ادائے نماز پر تضاعف ثواب میں مساجد ثلاثہ کو دیگر تمام مساجد پر فضیلت ہے کیونکہ الا المسجد الحرام کا مستثنیٰ منہ مساجد ہے، جو بعض روایات میں صراحۃً مذکور ہے، چنانچہ صحیح مسلم میں ہے۔

عن سعید من المسیب عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ

صلوٰۃ فی مسجدی هذا خیر من الف صلوٰۃ فی غیره من المساجد الا المسجد الحرام اور مسلم ہی میں حدیث میمونہ میں ہے۔ سمعت رسول الله ﷺ یقول صلوٰۃ فیه افضل من الف صلوٰۃ فیما سواه من المساجد الا مسجد الکعبة۔

پس ظاہر ہوا کہ حدیث لاتشد الرحال میں مستثنیٰ منہ مسجد ہے۔ لہٰذا مساجد ثلاثہ کے سوا دنیا کی کسی مسجد کی طرف بقصد نماز سفر کرنا ممنوع ہے۔ اور جو کسی اور ضرورت کے لئے ہو وہ ممنوع نہیں۔

جواب (۴): حدیث زیر بحث کے بعض طرق پر مراد و مقصود کی تصریح اور مستثنیٰ منہ کا ذکر موجود ہے۔ چنانچہ مسند امام احمد میں یوں مذکور ہے۔

ثنا هاشم عبد الحمید حدثنی شهر سمعت ابا سعید الخدری وذکر عنده صلوٰۃ فی الطور فقال قال رسول الله ﷺ لاینبغی للمطی ان تشدالرحاله الی مسجد یبتغی فیه الصلوٰۃ غیر المسجد الحرام والمسجد الا قصیٰ ومسجد هذا (قسطلانی وعمدۃ القاری)

ترجمہ: شہر (بن حوشب) کا بیان ہے کہ میں نے سنا ابوسعید خدری کو اور ان کے پاس طور میں نماز کا ذکر آیا۔ پس کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے شتران سواری کے کجاوے کسی مسجد کی طرف بقصد نماز نہ باندھے جانے چاہئیں سوائے مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ اور میری مسجد کے۔ الحمدللہ حدیث زیر بحث کی تفسیر حدیث ہی سے ہوگئی اور یہ بہترین تفسیر ہے۔

جواب (۵): حدیث زیر بحث کی شرح میں جمہور محدثین وشراح اور اکابر فقہائے حنفیہ وشافعیہ کے اقوال ہیں۔ جو ہمارے مدعا کے مؤید ہیں۔ نظر بر اختصار ہم ان کو یہاں نقل نہیں کرتے۔ جسے شوق ہو وہ فتح الباری، عمدۃ القاری، ارشاد الساری، نووی علیٰ مسلم، احیاء العلوم الغزالی اور جذب القلوب للشیخ عبدالحق کا مطالعہ کرے۔

فائدہ: عرب وعجم میں ابن تیمیہ اور محمد بن عبدالوہاب نجدی اور دیگر وہابیہ کے رد میں صرف اس حدیث کے جواب میں اہل حق کی سینکڑوں تصانیف شائع ہوئی ہیں۔

﴿لاتشد والرحال کا اصل مطلب﴾

حدیث لاتشد الرحال مساجد کے بارے میں ہے۔ اس کی رو سے مساجد ثلاثہ کی طرف بدیں غرض سفر کرنا کہ ان میں نماز ادا کرنے سے تضاعف ثواب حاصل ہو جائز ہے۔ دنیا کی کسی اور مسجد کی طرف اس غرض کے لئے سفر کرنا نہ چاہئے کیونکہ وہ درجہ میں برابر ہیں۔ کسی کو کسی پر من حیث کثرت ثواب فضیلت نہیں۔ وہاں کسی اور مطلب کے لئے دوسری مساجد کی طرف بھی سفر کرنا جائز ہے۔ مثلاً کسی مسجد میں کوئی بزرگ رہتے ہیں ان کی زیارت یا ان سے استفاضہ کے لئے اس مسجد کی طرف سفر کرنا جائز ہے۔ اسی طرح کسی مسجد کے صنائع غریبہ کو دیکھنے کے لئے سفر کرنا بھی ممنوع نہیں ہے۔ مقابر ومشاہد انبیاء کرام واولیائے عظام کی زیارت کے لئے سفر کرنا حدیث زیر بحث کی نہی کے تحت میں داخل نہیں بلکہ جائز ومشروع ومستحب اور موجب خیر وبرکت ہے۔ جب حوائج دنیا کے لئے سفر کرنا بالاتفاق جائز ہے۔ تو حوائج آخرت بالخصوص ان میں سے جو آکد ہے یعنی حضور سید الاولین والآخرین امام المرسلین خاتم النبیین سیدنا ومولانا محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ ﷺ کے روضہ منورہ کی زیارت کے لئے سفر کرنا بطریق اولیٰ جائز ومستحسن ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے عہد مبارک سے اس وقت تک مسلمانوں کا اسی پر عمل رہا ہے۔ اس کا انکار حرمان وشقاوت کی علامت ہے۔ مزید تفصیل وتحقیق فقیر کی کتاب ''محبوب مدینہ'' میں ہے[1]۔

﴿زیارتِ مزار کی غرض﴾

زیارات مزارات سے ہمارا مقصد اہل مزارات کو وسیلہ بنانا ہے اولیاء اور آنحضرت ﷺ کے وسیلہ سے بارگاہِ الٰہی میں دعا کرنا مستحب ہے اس کو مختلف الفاظ توسل واستغاثہ وتشفع وتوجہ سے تعبیر کیا جاتا ہے بعض وقت توسل بالنبی ﷺ یوں ہوتا ہے کہ آپ سے کوئی چیز طلب کی جائے بدیں معنیٰ کہ آپ اس میں تسبب پر قادر ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے سوال کریں یا شفاعت فرمائیں۔ اس کا مطلب بھی حضور سے طلب دعا ہے۔

---

[1] ملنے کا پتہ: مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد بہاول پور

دلائل وسیلہ

حضور ﷺ سے توسل واستغاثہ فعل انبیاء ومرسلین علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اور سیرت سلف صالحین ہے۔ اور یہ توسل حضور اقدس ﷺ کی ولادت شریف سے پہلے، ولادت شریف کے بعد، عالم برزخ میں اور عرصات قیامت میں ثابت ہے۔ جس کی توضیح ذیل میں کی جاتی ہے۔ اس کی مزید تفصیل ہم نے کتاب الوسیلہ میں لکھ دی ہے بقدر ضرورت ملاحظہ ہو۔

حضرت آدم علیہ السلام کی سنت

مندرجہ ذیل حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے لغزش سرزد ہوئی۔ تو انہوں نے آخر کار یوں دعا کی:

یارب اسألك بحق محمد لما غفرت لی ۔ اے میرے پروردگار! میں تجھ سے بحق محمد سوال کرتا ہوں کہ میری خطا معاف کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم! تو نے محمد (ﷺ) کو کس طرح پہچانا حالانکہ میں نے ان کو پیدا نہیں کیا۔ حضرت آدم (علیہ السلام) نے عرض کیا، اے میرے پروردگار! جب تو نے مجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی، تو میں نے سر اُٹھایا، اور عرش کے پایوں پر یہ لکھا ہوا دیکھا۔

لا اله الا الله محمد رسول الله ۔ بس میں جان گیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اُسی کو ذکر کیا ہے، جو تیرے نزدیک محبوب ترین خلق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم! تو نے سچ کہا۔ وہ میرے نزدیک احب الخلق ہیں چونکہ تم نے ان کے وسیلہ سے دعا مانگی ہے، میں نے تم کو معاف کر دیا۔ اگر محمد نہ ہوتے، میں تم کو پیدا نہ کرتا۔
(حاکم وطبرانی)

فائدہ: اس حدیث کی سند جید ہے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب "الوسیلہ"۔

وسیلہ طرق اہلِ حق

حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے یہود اپنے دشمنوں پر فتح پانے کے لئے دعا میں

حضور انور ﷺ ہی کا وسیلہ پکڑا کرتے تھے۔ چنانچہ قرآن کریم میں وارد ہے:

وکانو امن قبل یستفتحون علی الذین کفروا ۔ (بقرہ، ع ۱۱)

اور وہ اس سے پہلے کافروں پر فتح مانگا کرتے تھے۔

حافظ ابونعیم نے دلائل میں عطاء وضحاک کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی بعثت سے پہلے یہود بنی قریظہ ونضیر کافروں پر فتح کی دعا مانگا کرتے تھے۔ اور دعا میں یوں کہا کرتے تھے:

اللهم انا نستنصرك بحق النبی الامی ان تنصرنا علیهم.

ترجمہ: خدایا! ہم تجھ سے بحقِ نبی اُمّی دعا مانگتے ہیں کہ تو ہم کو اُن پر فتح دے۔

سوال: حضور سرور عالم ﷺ نے جس درخت کے نیچے بیٹھ کر بیعت لی وہ کتنا عظیم القدر والمرتبہ درخت ہے جسے شجرۂ رضوان کا لقب ملا۔ نبی پاک ﷺ کی نسبت سے لوگ اس کی زیارت کو آتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس مقدس درخت کو کٹوا ڈالا تا کہ لوگ گمراہ نہ ہوں جب ایسے مقدس درخت کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کٹوا دیا تو پھر مزارات اولیاء اس درخت کے مقابلہ میں کس قطار میں۔ اسی لئے لازم ہے کہ مزارات کو بھی ڈھا دیا جائے چہ جائیکہ ان کی طرف سفر کو جایا جائے۔

جواب (۱): یہی مخالفین کا سب سے بڑا دھوکہ وفریب ہے کہ اصل مقصد سے ہٹ کر معمولی سی بات سے مطلب نکالتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے درخت کاٹنے کو دیکھا لیکن یہ تحقیق چھوڑ دی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نقلی درخت کو کاٹا تھا جس سے لوگوں کو دھوکہ ہوا کہ یہ وہی اصلی شجرۂ رضوان ہے ورنہ بخاری شریف میں صاف ہے کہ اصلی شجرۂ رضوان دنیا سے مخفی کر دیا گیا اس بارے میں بخاری شریف ودیگر شروح وتفاسیر ملاحظہ ہوں۔

(۱) صحیح بخاری میں حضرت سعید بن المسیب (جو کبار تابعین سے ہیں) اپنے والد سے جو بیعت الرضوان میں شریک تھے، روایت کرتے ہیں کہ جب ہم سال آئندہ یہاں آئے تو ہم حدیبیہ کے مقام کو نہ پہچان سکے۔ اس زمانہ میں مکہ مکرمہ پہنچنے کا (مدینہ منورہ سے) یہی راستہ تھا یعنی حدیبیہ ہو کر مکہ معظمہ میں پہنچتے تھے اور آج کل حدیبیہ کا مقام سیدھے ہاتھ کی طرف رہ جاتا ہے۔

(۲) طارق ابن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ جب ہم ادھر سے گذرے تو ہم نے کچھ لوگوں کو ایک مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ پس میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون سی جگہ ہے اور یہ مسجد یہاں کیسی بنائی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ یہ موضع شجرہ ہے اس مقام پر اصحاب رسول (ﷺ) نے درخت کے نیچے سرور عالم ﷺ سے بیعت کی تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **لقد رضى الله عن المؤمنين اذيبايعونك تحت الشجرة۔**

ترجمہ: بے شک اللہ راضی ہو گیا ان ایمان والوں سے جنہوں نے آپ سے اے رسول بیعت کی درخت کے نیچے۔

لوگوں نے یہاں مسجد بنالی ہے جس طرح تمام مدینہ منورہ اور اس کے راستے میں تمام مصطفوی آثار پر مسجد بنا کر ان کو محفوظ کرلیا ہے اور ان مقامات پر نماز ادا کرتے اور برکت حاصل کرتے ہیں۔ طارق ابن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں مدینہ منورہ لوٹ کر آیا اور سعید بن المسیب کو یہ واقعہ بتایا۔ حضرت سعید نے فرمایا کہ میرے والد نے مجھ سے فرمایا کہ وہ ان لوگوں میں شریک تھے جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی لیکن جب ہم آئندہ سال مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ آئے اور اس مقام پر پہنچے تو خاص اس مقام کو جہاں درخت موجود تھا نہ ڈھونڈ سکے۔ حضرت سعید بن المسیب نے فرمایا حیرت ہے کہ اصحاب رسول ﷺ اس جگہ کو نہ پا سکے اور تم کو وہ جگہ مل گئی، گویا تم اصحاب رسول ﷺ سے زیادہ دانشمند ہو حالانکہ ان حضرات کا علم اور ان کی معرفت تم سے کہیں بڑھ کر تھی۔ شیخ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ حضرت سعید کا یہ قول حقیقت پر مبنی نہیں سمجھنا چاہئے کہ اصحاب رسول ﷺ سے علم و معرفت میں بڑھ کر کون ہو سکتا ہے بلکہ ان کا مدعا یہ ہے کہ لوگوں نے محض گمان سے کسی جگہ کو حدیبیہ کے نام سے متعین و مخصوص کر دیا ہوگا ورنہ حقیقی تعین کوئی شخص نہیں کر سکا۔ اور اس طرح انہوں نے تنبیہ کی ہے از روئے عجز و انکسار یہ فرما دیا ہے۔

جواب (۲): روى الامام النسفى رحمه الله انها عميت من قابل فلم يدروا اين ذهبت۔ (روح البیان، جلد ۹ صفحہ ۳۴)

وہ درخت پوشیدہ ہو گیا کسی کو معلوم نہ ہو کہ وہ کہاں ہے۔

جواب (۳): صاحب روح البیان قدس سرہ نے فرمایا کہ:

يقول الفقير يمكن التوفيق بين الروايتين بانهم لما عميت عليهم ذهبو ايصلون تحت الشجرة على ظن انها هى الشجرة البيعة فامر عمر رضى الله عنه بقطعها. (روح البیان جلد ۹، مطبوعہ، بیروت)

فقیر (صاحب روح البیان رحمہ اللہ) کہتا ہے کہ ان دونوں روایتوں میں مطابقت یہ ہے کہ وہ درخت ان سے گم ہو گیا لوگ صرف اپنے گمان پر جا کر کسی ایک درخت کے نیچے نماز پڑھ کر سمجھتے کہ یہ وہی ہوگا اس (جعلی) درخت کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کاٹنے کا حکم فرمایا۔

﴿ دیوبندیوں وہابیوں کے خدشوں اور غلطیوں کا صدیوں پہلے قلع قمع ﴾

دور حاضرہ میں دیوبندی، وہابی بالخصوص اہلسنّت کے بہت سے معمولات میں ایسے غلط خدشات اُٹھاتے ہیں جن سے ایک مسلمان کا دل ہل جاتا ہے اور وہ سمجھتا ہے شاید ان معمولات میں واقعی کوئی دین کو نقصان پہنچے گا۔ حضرت علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ کی طرف سے صاحب روح البیان قدس سرہ ان خدشات کا قلع قمع کرتے ہیں چنانچہ لکھا کہ:

وفى كشف النور لابن النابلسى واما قول بعض المغرورين بانها تخاف على العوام اذا اعتقدو ا وليا من الا ولياء وعظموا قبره التمسوا البركة والعونةمنه ان يد ركهم اعتقاد ان الاولياء توثرفى الوجود مع الله فيكفرون ويشركون بالله تعالىٰ فننها هم عن ذٰلك ونهدم قبور الاولياء ونرفع البنايات الموضوعة عليها ونزيل الستور عنها ويخمل الاهانة للاولياء ظاهر احتى تعلم العوام الجاهلون ان هؤلاء الاولياء لوكانو امؤثرين فى الوجود مع الله تعالىٰ من انفسهم الا هانة التى نفعلها مهم فاعلم ان هذه الضيع كفر صراح ماخوذ من قول فرعون على ماحكاه الله تعالىٰ لنا فى كتابه

القديم وقال فرعون ذرونى اقتل موسىٰ وليدع ربه انى اخاف ان يبدل دينكم اوان هذه الضيع كفر صراح ماخوذ من قول فرعون على ماحكاه الله تعالىٰ لنا فى كتابه القديم وقال فرعون ذرونى اقتل موسىٰ وليدع ربه انى اخاف ان يبدل دينكم اوان يظهر فى الارض الفساد وكيف يجوز هذا الضيع من اجل الامر الموهوم وهو خوف الضلال۔ (روح البیان، جلد ۹ صفحہ ۳۴، ۳۵)

ترجمہ: کشف النور لابن النابلسی میں ہے کہ بہر حال بعض دھوکہ سازوں کا کہنا کہ ہم کو خوف ہے کہ عوام جب کسی کو ولی اللہ اعتقاد کرتے ہیں تو اس کی قبر کی تعظیم کرتے اور اس سے برکت ومدد چاہتے ہیں انہیں یہ اعتقاد اس طرف نہ لے جائے کہ (معاذ اللہ) یہ لوگ خدا ہیں اس طرح سے وہ کافر ومشرک ہو جائیں گے اسی لئے ہم انہیں روکتے اور اولیاء کی قبور کو اور ان کے وہ قبے جوان پر بناتے ہی کو توڑتے اور ان کے غلاف قبور سے ہٹاتے ہیں بلکہ ان کی اہانت وتحقیر بظاہر کرتے ہیں تاکہ عوام جہال کو معلوم ہو کہ یہ اولیاء اگر مؤثر ہوتے "وہ ہماری ان حرکتوں کو روکتے تو ان بد بختوں کے رد میں یقین کرلو کہ ان کا یہ کام کفر خالص اور فرعون کے اس عقیدہ سے ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے اس کا عقیدہ بتایا کہ وہ کہتا مجھے چھوڑ و موسیٰ کو قتل کرتا ہوں وہ اپنے خدا کو بلائے مجھے خطرہ کہ وہ تمہارا دین بدل دے گا اور زمین پر فساد ڈالے گا۔ ان بیوقوفوں کو سمجھاؤ کہ وہ اس وہمی تصور سے اولیاء کی توہین کیوں کیا کرتے ہیں۔ تمہارا یہ فعل گمراہی نہیں؟

جواب (۴): صاحب روح البیان نے وہابیہ کے وہم کو صدیوں پہلے اڑا دیا چنانچہ فرمایا کہ:

ویقول الفقير والتوفيق بين هذا وبين مافعله عمر رضى الله عنه ان الذى يصح هو اتباع الظن على الوهم۔

(روح البیان صفحہ ۳۵، جلد ۹ مطبوعہ بیروت)

فقیر کہتا ہے کہ ان دونوں قولوں میں تطبیق یہ ہے کہ اتباع ظن پر بھی جائز ہے نہ کہ وہم اور یہاں حضرت عمر نے جس کو کاٹا تھا وہ ظن نہیں بلکہ وہم تھا کیونکہ اصلی

درخت تو تھا نہیں۔

لطیفہ

جعلی شجرۂ رضوان کی تعظیم اور تبرک حاصل کرنے والے مسلمان تھے یہودی یا نصرانی نہیں تھے اس سے اور وہ مسلمان یا صحابہ تھے یا تابعین (رضی اللہ عنہم) اس سے واضح ہوا کہ مقدس اشیاء کی تعظیم اور ان سے تبرک حاصل کرنا صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم کا عمل ہے۔ ہاں غلط فہمی ہوئی تو اس کا ازالہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور یہی ہم بھی کہتے ہیں جعلی درخت ہو یا قبر اسے جڑ سے کاٹ کر پھینک مارنا ضروری ہے۔ بلکہ ہمارا تو فتویٰ ہے کہ جعلی پیر کو بھی سخت سزا دینی لازم ہے کیونکہ یہ وہی ہے جسے مولانا رومی قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ

کار شیطان می کند نامش ولی
گر اینست ولی لعنت بر ولی

ترجمہ: کام شیطان والے کرتا ہے لیکن اس کا نام ولی ہے۔ اگر ولی یہی ہے تو ایسے شیطانی ولی پر لعنت ہو۔

اس (جعلی قبروں کے حکم کی) تفصیل کے لئے فقیر کی تصنیف ''عجائب المزارات'' کا مطالعہ کیجئے۔

سوال: اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہے اس کی رحمت ہر جگہ ہے پھر کس لئے اولیاء کے مزارات پر لوگ سفر کر کے جاتے ہیں؟

جواب: اولیاء اللہ رب تعالیٰ کی رحمت کے دروازے ہیں رحمت دروازوں ہی سے ملتی ہے۔ ریل اپنی پوری لائن سے گزرتی ہے مگر اس کو حاصل کرنے کے لئے اسٹیشن پر جانا ہوتا ہے اگر اور جگہ لائن پر کھڑے ہو گئے تو ریل گزرے گی مگر تم کو نہ ملے گی۔ آج دنیوی مقاصد، نوکری، تجارت وغیرہ کے لئے سفر کیوں کرتے ہو۔ خدا رزق وہ ہر جگہ دیتا ہے۔ طبیب (ڈاکٹر) کے پاس بیمار سفر کر کے کیوں آتے ہیں خدا شافی الامراض ہے اور وہ ہر جگہ ہے۔ آب وہوا بدلنے کے لئے پہاڑوں کشمیر کا سفر کیوں کرتے ہو وہاں کی آب وہوا تو تندرستی کو مفید ہے لیکن اولیاء اللہ کے مقامات کی آب وہوا ایمان کو مفید نہ ہو۔ رب عزوجل موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام کے پاس

کیوں بھیجا وہ سب کچھ ان کو یہاں دے سکتا تھا۔

قرآن کریم میں ہے: ھنالک دعا زکریا ربی۔ وہاں زکریا علیہ السلام نے دعا مانگی۔ معلوم ہوا کہ زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم علیہا السلام کے پاس کھڑے ہو کر بچے کے لئے دعا کی یعنی ولیہ کے پاس دعا کرنا باعثِ قبولیت ہے۔ معلوم ہوا کہ قبور اولیاء کے پاس دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ (جاء الحق)

جیسا کہ فقیر نے **"الاستمداد باھل الامداد"** تفصیل سے لکھا ہے۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

۱۳ ربیع الآخر ۱۴۲۳ھ

عطاری پبلشرز کی نئی مطبوعات